قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۸۴ | مورخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۷ رمضان سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۲- جنوری بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو ۱۱- جنوری کمر درد کے دورہ کی وجہ سے تکلیف رہی۔ آج ۱۲- جنوری خدا کے فضل سے آرام ہے۔ کھانسی میں بھی پہلے کی نسبت کمی ہے۔ حضور ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں تشریف لائے۔ اور نماز پڑھائی۔ علالت اور کمزوری کی بذریعہ اخبار اطلاع ہونے پر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن نے بذریعہ تار حضور کا علاج تجویز فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جو قریباً ایک پارہ روزانہ کے حساب سے درس القرآن مسجد اقصےٰ میں دے رہے ہیں۔ وہ ۱۲- جنوری کو پندرھویں پارے تک پہونچ گیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے ہیں۔ اور پکارے جاتے ہیں۔ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے۔ بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مرچکے ہیں۔ زندہ بھی تو نہیں ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے مسیح اور سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جنکو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھیراتے تھے۔ اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ مسیح ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے۔ تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہدیتے۔ کہ ہمیں قرآن کریم کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھیر نہ جانا ایمانداروں کا کام ہے؟

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۰۷)

اِسلامی ممالک کی خبریں

اور

اہم کوائف

ایرانی پارلیمنٹ کے نئے انتخابات

حال میں مجلس شوریٰ ملی ایران۔ یعنی ایرانی پارلیمنٹ کے انتخابات ختم ہوئے ہیں۔ اور کامیاب امیدواروں کے نام شائع کر دیئے گئے ہیں۔ شاہ ایران نے ارکانِ مجلس کی باریابی کے موقعہ پر ایک خطبہ میں پارلیمنٹری حکومت کو کامیاب بنانے نیز پارلیمنٹری جماعتوں کی ترتیب و تشکیل کے متعلق اہم نکات بیان کئے۔ آپ نے کہا۔ اب ملک کو ایسے محبانِ وطن کی اشد ضرورت ہے۔ جو ایمانداری اور وطن پروری کے جذبات سے لبریز ہو کر میدان میں آئیں۔ اور قومی مفاد کی راہ میں فداکاری۔ اور جانبازی کے ساتھ گامزن ہو سکیں ؛

ترکی میں نئی ریلوے لائن کی تعمیر

ارغنہ کے علاقہ میں ایک تانبے کی کان ہے۔ جسے اس وقت تک محض اس وجہ سے نہ کھودا جا سکا تھا۔ کہ ذرائع رسل و رسائل محدود تھے۔ اب حکومت ترکیہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۱۲ ملین پونڈ قرض لے کر دیار بکر سے ارغنہ تک ریلوے لائن تعمیر کی جائے ؛

عربی زبان کے تحفظ کی کوشش

عربی زبان کے تحفظ اور ارتقار کے لئے شاہ فواد والئے مصر نے ایک شاہی مجلس قائم کی ہے۔ مجلس وزراء کے سکرٹری کی طرف سے اس سلسلہ میں ایک شاہی فرمان بھی شائع کیا گیا ہے۔ جو بیس دفعات پر شامل ہے۔ اس مجلس کا کام یہ ہوگا۔ کہ عربی زبان کے تحفظ کی مساعی کے ساتھ ساتھ ایسے جدید الفاظ وضع کرے۔ جو عصر حاضر کے علوم و فنون کے حصول کے لئے ضروری ہوں ؛

اسلامی ممالک میں عیسائی مشنری

بغداد کا جریدۂ "الصراط المستقیم" لکھتا ہے۔ کہ عیسائی مشنریوں نے ان دنوں اسلامی ممالک کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنا رکھا ہے۔ ایران جزیرۃ العرب۔ اور فلسطین میں عیسائیت کی اشاعت پر ہر ماہ پانچ لاکھ لیرہ خرچ ہوتا ہے۔ جس کا مقصد عیسائیت کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ سیاسی جال بچھانا بھی ہے۔ یہی خطرہ محسوس کر کے حکومت ترکی نے تمام مشنری سکول بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے ؛

مصری حکومت کا جدید قانون

جس قانون کے رو سے مصری حکومت کے ملازمین کے لئے غیر ملکی عورتوں کے ساتھ شادی کی ممانعت کی گئی تھی۔ وہ مجلس مقننہ میں آخری بار بھی کثرت رائے سے پاس ہوگیا۔ لیکن ایک گنجائش رکھدی گئی ہے۔ کہ وزیر متعلقہ کی اجازت سے ایسا ہو سکتا ہے ؛

حکومت ترکیہ کا ایک جدید قانون

حکومت ترکی نے ایک جدید قانون وضع کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ ترکی باشندے اپنے خاندانوں کے نام تجویز کریں۔ تا مردم شماری اور دیگر سیاسی امور کی سرانجام دہی میں حکومت کو سہولت حاصل ہو سکے۔ قانون میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے۔ کہ کوئی خاندان اپنا نام اجنبی زبان میں تجویز نہ کرے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کام کو چھ ماہ کے اندر اندر ختم کر دیا جائے۔

اینگلو ایرانین آئیل کمپنی اور حکومت ایران

طہران سے ۷۔ جنوری کی خبر ہے۔ کہ مجلس اقوام میں ایرانی نمائندگی کے لئے ایک وفد روانہ ہوگیا ہے۔ جس کے انچارج مرزا علی اکبر خاں منسٹر آف جسٹس ہیں۔ روانگی سے قبل آپ نے کہا۔ کہ اس معاملہ کا تعلق صرف ایران کے ساتھ ہے۔ لیگ اقوام کو اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ اس سلسلہ میں اس خبر کو بھی خاص اہمیت دی جا رہی ہے کہ مرزا علی قلی خاں سفیر ایران متعینہ لنڈن کو واپس بلا لیا گیا ہے اور ان کے سکرٹری کو برلن تبدیل کر کے نائب سکرٹری کو سفارت انگلستان کا چارج دے دیا گیا ہے

ایک ایرانی سکالر کی خدمات ہندوستان کے لئے

حکومت ایران نے ایک مشہور سکالر اور شاعر آغا پورے کی خدمات ڈاکٹر ٹیگور کی یونیورسٹی میں فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مخصوص کر دی ہیں۔ آپ ایرانی کلچر کے مختلف پہلوؤں پر زبان انگریزی لیکچر دیا کریں گے۔ اور سینئر طلبار کو فارسی بھی پڑھایا کریں گے ؛

ایران میں سوویٹ مال کا بائیکاٹ

ایران میں سوویٹ مال کے مقاطعہ کی زبردست تحریک جاری ہے۔ سوویٹ سفیر متعینہ طہران نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ صوبہ گیلان میں سوویٹ مال کے بائیکاٹ کی جو تحریک جاری ہے۔ اسے بند کیا جائے۔ نیز بعض ایرانی جرائد سوویٹ حکومت پر حملے کرتے ہیں۔ انہیں اس سے روکا جائے۔ ورنہ سوویٹ حکومت اپنی ایرانی تجارتی ایجنسیاں بند کرنے پر مجبور ہوگی ؛

اینگلو پرشین آئل کمپنی کا قضیہ اور ڈیلی ہیرلڈ

ڈیلی ہیرلڈ جو انگلستان کا ایک وقیع اخبار ہے کے سیاسی نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ اگر برطانوی وزارت خارجہ خواہ مخواہ مداخلت نہ کرتی۔ تو یہ قضیہ بہت عرصہ قبل دوستانہ طور پر طے ہو جاتا۔ کمپنی اسی طرح کرنا چاہتی تھی۔ لیکن سر جان سائمن ایک سیاسی فتح کے لئے مضطر ہیں۔ جو ایشیا میں برطانوی اقتدار میں اضافہ کا موجب ہو گی

شام اور آزادی کامل

شام کے مقتدر راہنماؤں نے ہائی کمشنر فرانس کو ایک برقی پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں وحدت شام پر بہت زور دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ شام کے متعلق فرانسیسی حکمت عملی پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ شامی نہ تو اپنے ملک کی تقسیم کو برداشت کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آزادی کامل کے حق سے دست بردار ہونے پر تیار ہیں ؛

ایران اور ترکی کے مابین جدید نوعیت کا معاہدہ

ایران اور ترکی کے مابین جو معاہدہ مودت ہوا ہے۔ اس کا متن شائع ہوگیا ہے۔ دول اسلام کی ساری تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا معاہدہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک دفعہ یہ ہے۔ کہ اگر دونوں میں سے کسی پر کوئی ایک یا زیادہ طاقتیں حملہ کریں۔ یا زیادتی کریں۔ تو دوسری حکومت اپنی غیر جانبداری کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے جملہ وسائل سے کوشش کرے گی۔ کہ اس قضیہ کا فیصلہ ہو جائے لیکن اگر یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ تو وہ پیش آمدہ حالات کا موزوں طور پر مقابلہ کرے گی ؛

کابل کے طلبہ اپنے بادشاہ کے حضور

کابل سے ۸۔ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ کالجوں و مدارس کے طلبار کو وزیر معارف کی قیادت میں والئے افغانستان نے شرفِ باریابی بخشا۔ طلبار نے اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ ہز میجسٹی نے اس موقعہ پر ایک موزوں خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں طلبار کو بیش قیمت نصائح کیں ؛

کابل میں تعلیمی کانفرنس

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات قندھار کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ جس میں تمام ماہرین تعلیم مدعو تھے۔ اس موقعہ پر متعدد فاضلانہ تقریریں ہوئیں۔ شاہ افغانستان کی معارف پروری کا اعتراف کیا گیا۔ اور مستحق طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے ؛

فلسطین میں انتہا پسندوں کی کانگرس

معاصر جامعہ اسلامیہ نے انتہا پسندوں کی کانگرس کی روئداد شائع کی ہے۔ جس میں تمام بڑے بڑے احرار شامل تھے بڑے بڑے راہنماؤں نے تقریروں میں صاف طور پر برطانی سیادت پر شدید نکتہ چینی کی۔ اور اعلان کیا۔ کہ عربوں کو اس پر قطعاً کوئی اعتماد نہیں رہا۔ کیونکہ یہ اپنے مواعید کے خلاف چلتی ہے۔ نیز کہا گیا۔ کہ عہد نبوی سے لے کر سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہد تک مسلمان اپنے مسیحی بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کے معاملہ میں تاریخی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور آزادی وطن کے معاملہ میں دونوں جماعتیں ہمیشہ ہم آہنگ رہی ہیں ؛

فلسطین کو وطن الیہود بنانے کی سکیم

فلسطین کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ یہودی جرائد میں وطن الیہود کی سکیم پر دوبارہ سرگرمی کا اظہار کیا جا رہا ہے حکومت کے بعض یہودی عمال اس تحریک کی پشت پناہی کر رہے ہیں ؛

37

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۴ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۳ء — جلد ۲۰

جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات

جماعت احمدیہ کی تمدنی ضروریات

اب میں سلسلہ کی تمدنی ضروریات کو لیتا ہوں۔ بظاہر تمدن ایک معمولی چیز نظر آتا ہے۔ مگر دراصل اس کی تفصیل کی حد نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ ایک بات کو یوں کر لیا۔ تو کیا۔ اور وہاں کر لیا۔ تو کیا معمولی بات ہے۔ مگر ان معمولی باتوں کا مجموعہ بہت بڑی بات بن جاتی ہے۔ کسی کے متعلق کہتے ہیں۔ اسے خیال تھا۔ کہ میں بڑا بہادر ہوں۔ اس کے اظہار کے لئے وہ شیر کی تصویر اپنے بازو پر گدوانے لگا جب گودنے والے نے سوئی ماری۔ تو اس نے پوچھا۔ کیا گودنے لگے ہو۔ اسے بتایا گیا۔ شیر کا دایاں کان گودنے لگا ہوں۔ اس نے کہا۔ اس کے بغیر شیر بن سکتا ہے۔ یا نہیں۔ کہا گیا۔ بن سکتا ہے۔ اس نے کہا۔ اسے چھوڑو۔ اور آگے چلو۔ گودنے والے نے پھر سوئی ماری۔ تو اس نے کہا۔ کیا گودنے لگے ہو۔ بتایا گیا۔ شیر کا بایاں کان اس نے کہا۔ اسے بھی چھوڑو۔ آگے چلو۔ اسی طرح جو عضو بھی گودنے لگتا۔ کہہ دیتا۔ اسے رہنے دو۔ آخر گودنے والے نے کہا۔ ایک آدھ چیز نہ ہو۔ تب تو شیر رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر سب کے سب اعضاء چھوڑ دیئے جائیں۔ تو پھر شیر کہاں رہ سکتا ہے۔ اسی طرح گو تمدن کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے۔ تو مجموعی طور پر ان کا اخلاق پر بڑا بھاری اثر ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام کمزوریاں تمدن سے شروع ہوتی ہیں۔ مذہب میں بھی اسی سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ عام لوگوں کو اس سے بحث نہیں ہوتی کہ ملائکہ ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہیں۔ تو کیا چیز ہیں۔ بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے معاملات کیسے ہیں۔ غیر مبائعین کو ہی دیکھ لو۔ جن لوگوں نے مرکز سے علیحدگی اختیار کی۔ ان کا ابتداء میں کوئی مذہبی جھگڑا نہ تھا۔ ان کے مدنظر صرف یہ بات تھی۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وقت جب یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے۔ یا خلیفہ انجمن کے ماتحت۔ تو لوگوں کو باہر سے بلایا گیا۔ اس دن میں نماز کے انتظار میں اپنے صحن میں اندر ٹہل رہا تھا۔ اور بہت سے لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ان میں بہت جوش پایا جاتا تھا۔ اور ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے سنا۔ اس وقت کہا جا رہا تھا۔ حضرت مولوی صاحب جو چاہیں۔ کریں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی بچہ نہ خلیفہ بن جائے۔ اس وقت میری سمجھ میں نہ آتا کہ بچہ سے کون مراد ہے۔ پھر معلوم ہوا۔ کہ وہ میرے متعلق کہتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مسائل میں اختلاف پیدا کر لیا۔

اسی طرح شیعہ سنی کا جو جھگڑا ہے۔ اس کی وجہ بھی ذاتی معاملات بنے۔ مسائل میں اختلاف بعد میں پیدا کر لیا گیا۔ اصل جھگڑا اسی بات سے شروع ہوا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیوں پہلے خلیفہ نہ بنے۔

غرض چھوٹے چھوٹے تمدنی جھگڑے ہوتے ہیں۔ جو بعد میں بڑی باتیں بن جاتی ہیں۔ اور مذہبی عقائد میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس اختلاف سے جماعت کو بچانے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے میں چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

بیاہ شادی میں قومیت کی پابندیاں دور کرو

پہلی بات یہ ہے۔ کہ اب تک ہماری جماعت میں بیاہ شادی کے متعلق قومی سوال سختی سے اٹھایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہم نو قوم در قوم کے اختلافات سُن کر چکرا جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ نیچے والوں کو اوپر اٹھایا جائے۔ اور اوپر والوں کو نیچے لایا جائے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ نہ کوئی اُوپر ہے۔ اور نہ کوئی نیچے۔ سب برابر ہیں لیکن سمجھا جاتا ہے۔ کہ قومیت کے لحاظ سے بعض لوگ اوپر ہیں۔ اور بعض نیچے۔ اس لئے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ وہ آپس میں مل جائیں۔ یہ دو بھائیوں میں لڑائی والا معاملہ ہے ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ فلاں بھائی چل کر دوسرے کے گھر جائے۔ بلکہ مشہور شاعر ذوق کی طرح یہ کہتے ہیں۔ ؎

بعد مدت کے گلے ملتے ہوئے آتی ہے شرم
اب مناسب ہے یہی کچھ تم بڑھو کچھ ہم بڑھیں

جن قوموں کو ایک دوسرے کے قریب سمجھا جاتا ہے۔ انہیں چاہیے۔ کہ آپس میں شادیاں شروع کر دیں۔ تاکہ قومیت کی بے جا پابندیاں کسی قدر تو ڈھیلی ہو جائیں۔ اور اس طرح قومیت کی اونچ نیچ کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔

لڑکی والوں کا شادی سے قبل کچھ لینا حرام ہے

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ شادی کے موقع پر روپیہ وغیرہ لینے کی رسم بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ بات بردہ فروشی سے کم نہیں ہے۔ جو شخص لڑکی کی شادی کے سلسلہ میں روپیہ وغیرہ لیتا ہے۔ اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا۔ اور اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ جاتی ہے۔ وہ لڑکے کی خوبیاں نہیں دیکھتا۔ بلکہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ مجھے کتنا روپیہ ملتا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ وہی روپیہ نہیں۔ جو لڑکی کی ملکیت ہو۔ بلکہ وہ بھی جو داماد کی ملکیت ہو۔ لے لے۔ مگر شادی کے بعد شادی سے قبل کچھ لینا قطعاً ناجائز ہے۔ بردہ فروشی ہے۔ اور یہ حرام ہے۔

بٹہ کی مذموم رسم

دوسری رسم بٹہ کی ہے۔ ملتان۔ جھنگ وغیرہ اضلاع جن میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ وہاں یہ مرض جاری ہے۔ اس کا نتیجہ بھی بردہ فروشی ہے۔ لڑکی کے لئے اچھا رشتہ ہو۔ تو اس لئے نہیں لیتے۔ کہ لڑکے کے لئے بھی رشتہ ملنا چاہیئے۔ اور جہاں سے لڑکے کے لئے رشتہ مل جائے۔ وہاں لڑکی کا رشتہ کر دیتے ہیں۔ خواہ وہ لڑکی کے لئے رشتہ موزوں نہ ہو۔ یہ بات بھی بہت بُری ہے۔ اسے بھی دور کرنا چاہیئے۔

بیاہ شادی میں سادگی اختیار کرو

تیسری بات یہ ہے۔ کہ بیاہ شادی میں سادگی نہیں اختیار کی جاتی۔ اس سے بھی خطرناک نقصان ہوتا ہے۔ اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوتا ہے۔ کہ شادی ہونے میں دیر لگتی ہے۔ لڑکی والوں کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کتنا زیور اور کتنا کپڑا دیا جائے گا۔ اگر یہ جہیز ان کی منشاء کے مطابق نہ ہوں۔ تو رشتہ نہیں کیا جاتا۔ ایسے کی مثال اس پیر کی سی ہوتی ہے۔ جو اپنے ایک مرید کے گھر گ

ور کہنے لگا۔ دیکھیو۔کسی قسم کا تکلف نہ کرنا۔ پلاؤ تو آپ پکائینگے ہی۔اور ملک کا دستور ہے ساتھ زردہ بھی ہو۔ کچھ حلوا بھی بنالینا۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں۔ہم احمدی ہیں۔ہم نے سب رسمیں چھوڑ دی ہیں۔ مگر اتنا ضرور ہو۔ کہ کم از کم آٹھ سو کا زیور اور چھ سو کا کپڑا بنالیا جائے۔ہم نے رشتہ دار چھوڑے اپنی قوم کو چھوڑا۔ کیا اب بھی ہم تکلف کریں۔ گویا ان کے نزدیک اتنے زیور اور کپڑے کا مطالبہ تکلف نہیں ہوتا۔شادی کے موقعہ پر زیور اور کپڑے بطور تحفہ ہوتے ہیں ۔۔ کوئی شخص یہ بے حیائی نہ کرتا ہوگا۔کہ کسی سے تحفہ مانگ کرے۔مگر شادی بیاہ کے متعلق چونکہ یہ عادت ہوگئی ہے۔ اس لئے اس کا حسن و قبح نہیں دیکھا جاتا۔ اگر کسی شخص سے کہو۔ فلاں دوست سے جاکر کہے۔ مجھے تحفہ کے طور پر کشمیر کی شال منگا دیجئے۔ یا اوور کوٹ بنوا دیجئے۔ تو وُہ کہیگا۔ کیا تم مجھے ایسا بے حیا سمجھتے ہو۔ کہ میں اس قسم کی بات کہوں مگر لڑکی کے رشتہ کے سلسلہ میں زیور کپڑا وغیرہ کا مطالبہ کرنے میں وُہ بھی کرتا ہے۔اور اپنی لڑکی کے نام پر کرتا ہے۔یہ نہایت ہی شرمناک بات ہے۔ اس طرح بیاہ شادی میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے۔اور لڑکے لڑکی کی جوانی۔ اور ان کے جذبات کو تباہ کیا جاتا ہے۔کفو کا خیال ضروری ہے۔ مگر اس کی حدبندی ہے۔ اور وُہ یہ کہ اپنی حیثیت کے قریب قریب کے خاندان میں رشتہ کر لیا جائے۔ نہ کہ اپنے سے بہت اعلےٰ خاندان تلاش کیا جائے۔ اس قسم کی سختیوں کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔کہ بیاہ شادی کی مشکلات بہت بڑھ گئی ہیں۔چونکہ ہماری جماعت کے لوگ ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اس لئے پہلے ہی رشتوں کا پتہ نہیں لگتا۔اور اگر کسی جگہ پتہ لگے۔ تو پھر اس قسم کے سوال اٹھائے جاتے ہیں۔کہ لڑکے کی تنخواہ کیا ہے۔جائداد کتنی ہے۔زیور کتنا ہوگا۔کپڑا کتنا۔ اگر یہ باتیں اپنی خواہش اور منشاء کے مطابق نہ ہوں۔ تو انکار کر دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی باتیں عیب ہیں۔اور ان کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔جو لوگ خدا تعالےٰ کا توکل چھوڑ کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔خدا تعالےٰ بھی ان کی تجاویز میں برکت نہیں ڈالتا۔اور ہمیشہ ان میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں:۔

معاملات کی صفائی اور معاہدات کی پابندی

ایک اور اہم بات معاملات کی صفائی ہے۔اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ جس طرح ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔اسی طرح اس کو بھی ہوتی ہے۔ جس کا روپیہ دینا ہوتا ہے۔ تو پھر لین دین کے معاملات میں اتنی مشکلات نہ رونما ہوں۔اگر کسی کے لئے آمدنی کی بالکل کوئی صورت نہیں۔تو اور بات ہے۔ ایسی حالت میں لینے والے کو بھی اس پر رحم کرنا چاہیئے۔لیکن اگر کچھ نہ کچھ آمدنی ہو۔اور وُہ اپنے اوپر تو خرچ کرے۔لیکن جس کا قرض دینا ہو۔اسے کچھ نہ دیا جائے۔تو یہ بڑا گناہ ہے۔شریعت نے معاہدات کی پابندی نہایت ضروری قرار دی ہے۔پابندی اختیار نہ کرنے والوں کی وجہ سے ضرورت مند اور وعدہ کا ایفا کرنے والوں کو بھی کوئی قرض نہیں دیتا۔رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معاہدات کی اس قدر پابندی کرتے تھے کہ جب آپ جنگِ بدر کے لئے تشریف لے گئے۔ تو صرف تین سو سپاہی آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت دو مسلمان مکہ سے بھاگ کر آپ کے لشکر میں آملے۔جو بڑے جری اور بہادر تھے۔تین سو کی تعداد کے لحاظ سے ان دو کی شمولیت بہت بڑی امداد تھی۔ لیکن جب انہوں نے کہا۔کہ جس وقت ہم آرہے تھے۔ اس وقت کفار نے ہمیں پکڑ لیا تھا۔اور پھر اس عہد پر چھوڑا۔کہ ہم ان کے مقابلہ پر نہ لڑیں گے۔مگر وُہ کفار تھے۔ان سے معاہدہ کیا حقیقت رکھتا ہے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔نہیں اسکی پابندی ضروری ہے۔اور ان کو لڑائی میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک داماد جب مسلمان ہوگئے۔ تو وُہ مکہ گئے۔اور جن کا مال ان کے پاس تھا۔ ان سب کو واپس دے کر پھر آئے۔ اونہوں نے کہا۔میں اگر چاہتا تو مدینہ میں ہی رہ جاتا۔مگر میں اس لئے آیا۔کہ تم یہ نہ کہو مسلمان ہوگیا ہے۔اور دیانت سے کام نہیں لیا۔تو معاہدات کو نہایت تکلیف اٹھاکر بھی پورا کرنا چاہیئے۔حتےٰ کہ موت قبول کرکے بھی پورا کرنا چاہیئے۔تاکہ جماعت کی اقتصادی حالت درست ہو:۔

دوسری بات یہ ضروری ہے۔کہ مال میں خواہ ذرا سا بھی نقص ہو۔تاجر کو چاہیئے۔خریدار کو بتا دے۔تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو۔اس طرح نقصان نہیں ہوتا۔بلکہ فائدہ ہی رہتا ہے۔جب انسان دھوکہ کی چیز بیچنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ تو مال خریدتے وقت خود بھی احتیاط نہیں کرتا۔لیکن اگر ناقص چیز گاہک اس سے نہ خریدے تو اسے خود بھی احتیاط کرنی پڑے گی۔پھر معاملہ کی صفائی سے ایک قومی کیریکٹر بنتا ہے۔جو ساری قوم کے لئے نہایت مفید ہوتا ہے۔

تعلیم و تربیت

ایک اور ضروری معاملہ تعلیم و تربیت ہے۔عام طور پر لوگ بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔سینکڑوں بچے ایسے ہیں۔خدا تعالےٰ ان پر رحم کرے۔کہ جب ان کے ماں باپ فوت ہوگئے تو وُہ خراب ہوگئے۔کیونکہ ان کی تربیت نہ کی گئی تھی۔غور کرو۔ادھر اگر ہم لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور ادھر ہماری جماعت کے بچے تعلیم و تربیت نہ ہونے کی وجہ سے نکلتے رہیں۔ تو فائدہ کیا ہوا۔کیا جس مشک میں سوراخ ہو۔اس میں پانی ٹھیر سکتا ہے۔پس ایک تبلیغی جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔کہ وُہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا خیال رکھے۔ورنہ وُہ کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ پوری کوشش کریں۔یہ کوشش ماں باپ ہی کرسکتے ہیں۔اور ضروری ہے کہ محلے کے سارے لوگ اس میں لگے رہیں۔اگر سارے معرفتہ ہوں۔ تو پھر کوئی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔کیونکہ جب تک دوسرے بچوں کی اصلاح نہ ہو۔اپنے بچوں کی بھی کوئی اصلاح نہیں کرسکتا۔ پھر تعلیم کا مفہوم صرف لکھنا پڑھنا سمجھا جاتا ہے۔مگر صحابہ کے نزدیک یہ نہ تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا۔کہ تعلیم کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔لکھنا۔پڑھنا۔حساب۔تیرنا۔اور تیر چلانا۔علم کے استعمال کرنے کے لئے طاقت اور ہمت نہایت ضروری چیز ہے۔میں نے بہت سے صحابہ کے حوالے دیکھے ہیں۔جو تیرنا اور تیر چلانا تعلیم میں شامل کرتے ہیں ہمارے بچے فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ تو کھیلتے ہیں۔مگر ان باتوں میں کوشش نہیں کرتے۔فٹ بال وغیرہ اچھی کھیلیں ہیں۔ مگر زندگی میں کام آنے والی نہیں۔اور تیرنا اور تیر چلانا ایسی باتیں ہیں۔جو سادی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ان کے ذریعہ طاقت آتی ہے۔صحت حاصل ہوتی ہے۔اور ساتھ ہی یہ فن زندگی میں کام آتے ہیں۔پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ بچوں کو لکھنے پڑھنے کے ساتھ تیرنا غلیل چلانا وغیرہ بھی سکھائیں۔زمانہ تو بندوق چلانے کا ہے۔مگر جب تک بندوق چلانے کے لئے نہ ملے۔اس وقت تک جو کچھ میسر ہو۔اسی سے کام لینا چاہیئے۔ہاں اپنے بچوں کو یہ ضرور بتا دیا۔کہ غلیل وغیرہ کسی انسان پر نہ چلائیں۔یہ بہت اہم بات ہے۔رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت احتیاط کیا کرتے تھے۔چنانچہ فرمایا جب کسی کو چھری پکڑانے لگو۔ تو سرا اس کی طرف نہ کیا جائے۔بلکہ دستہ کیا جائے بچوں کو جب اس قسم کی تعلیم دو۔تو ساتھ احتیاطیں بھی ضرور سکھاؤ۔کہ کسی کو ضرر نہ پہنچایا جائے۔

تمدنی ضرورتوں میں سے ایک ضروری بات یہ بھی ہے۔کہ ایکدوسرے سے تعاون کیا جائے۔پہلے میں ذکر کر آیا ہوں۔کہ ایکدوسرے کی امداد کیجائے۔ مگر جہاں میں یہ کہتا ہوں۔کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ وہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس بات کا انتظار نہ کرو۔کہ میں کسی کی سفارش کروں۔تب مدد کی جائے۔ کہتے ہیں۔اس طرح آپ کو دُعا کرنے کی تحریک ہوگی۔مگر میں کسی مومن کے متعلق یہ توقع ہی نہیں رکھتا۔کہ جب وُہ اپنے کسی بھائی کے کام آسکتا ہو تو کام نہ آئے لیکن ایک اور بات ہے۔اور وہ یہ کہ ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو سفارش میں خلافت کو بھی کھینچکر لانا چاہتا ہے۔یہ بہت گری ہوئی۔اور نہایت قابلِ نفرت بات ہے۔خلافت نبوت کی نیابت ہے۔اور نبوت خدا کی نیابت ہے۔پس خلیفہ کو ایسی جگہ کھڑا کرنا۔جہاں اس کی گردن نیچی ہو۔بہت بڑی ہتک ہے۔ہم دُنیوی لحاظ سے بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں مگر یہ بھی سمجھتے ہیں۔کہ خلیفہ کا درجہ تمام دُنیا کے بادشاہوں سے بڑا ہے۔اگر کوئی یہ نہیں یقین رکھتا۔تو وُہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحیت سے واقف نہیں خلیفہ کے پاس اس لئے آنا۔کہ ڈپٹی کمشنر یا کسی مجسٹریٹ کو سفارش کرائی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔کہ خلیفہ کی ان حکام کے سامنے نظر نیچی کرائی جائے۔اور اگر اس حد تک خلیفہ کی سفارش لے جائیں۔تو پھر خدا تعالےٰ پر توکل کہاں رہا۔جو شخص کسی مجسٹریٹ کیلئے سفارش چاہتا ہے۔اسے تو میں مجرم سمجھتا ہوں۔میں نے جب یہ رکھا ہے۔کہ اپنی جماعت کے کسی قاضی کے متعلق اگر مجھے یہ معلوم ہوا۔کہ اس نے کسی معاملہ میں کسی کی سفارش قبول کی ہے۔تو میں اسے نکال دونگا۔تو یہ کسطرح ہوسکتا ہے۔کہ کسی مجسٹریٹ سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل کی جلسہ سالانہ کی تقریر کا بقیہ حصہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیشکردہ علم کلام کی خوبیاں

سابقہ علم کلام کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو علم کلام پیش کیا ہے۔ وہ اپنے اندر بے نظیر خوبیاں رکھتا ہے اور وہ تمام نقائص جو پہلے علم کلام سے پیدا ہوئے۔ ان کو دور کر دیتا ہے۔ آپ نے ایسی طرز پر علم کلام کے اصول بیان فرمائے۔ جنہوں نے گویا علم کلام کی کایا ہی پلٹ دی۔ اور مخالفوں کی وہ تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ جو وہ پہلے علم کلام کی کمزوری کی وجہ سے اسلام کے متعلق لگائے بیٹھے تھے۔ نیز موافقین اسلام میں سے جو لوگ پہلے علم کلام کی وجہ سے بے اطمینانی کی حالت میں تھے۔ یا اسلام سے متنفر ہو رہے تھے۔ بلکہ وہ لوگ جو اسلامی عقائد کو غیر معقول سمجھ رہے تھے۔ وہ بھی عقلی طور پر تسلی پاکر نہایت جوش کے ساتھ اسلامی تعلیم کے ثناخواں ہو گئے۔ اور مسلمان قرآن سے فرحت حاصل کرنے لگے۔ اور اس یقین سے بہرہ ور ہو گئے۔ کہ قرآن ہمارے لئے ایک ہادی اور رہبر کی طرح ہے۔ اور اسلام ہماری روحانی ضرورت کے وقت کامل رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ علم کلام نے ہمتیں بلند کر دیں۔ عقول کو صیقل کر دیا جس کا نتیجہ ہر احمدی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ بلکہ ہر وہ مخالف اسلام جسے کسی احمدی سے گفتگو کا موقعہ ملا ہو گا۔ وہ بھی محسوس کرتا ہے وہی علم کلام ہے۔ جس کی قوت کے آگے عیسائیوں نے بارہا اعتراف عجز کیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ ہم احمدیوں سے مباحثات نہیں کرتے۔ ہمیں بڑے پادری صاحب نے منع کیا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے فرمودہ اصول

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم کلام میں جو تبدیلی فرمائی ہے۔ اور جو اصول وضع فرمائے ہیں۔ ان کا اعداد و احصاء تو اس وقت میں ہرگز ممکن نہیں۔ یہ سالہا سال کا کام ہے اور ان اصول سے جو نتائج اخذ کئے۔ اور ان نتائج سے جو فوائد پیدا ہوئے۔ ان کا شمار تو محال ہے۔ وہ اتنے ان گنت ہیں کہ ہم سب کی زندگیاں ناکافی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ اور تمام دعاوی کی بنیاد قرآن کریم پر رکھی ہے۔ اور قرآن کریم غیر محدود معارف کی کتاب ہے۔ اس کے پیش کرنے کے طریق بھی غیر محدود ہیں۔ کیونکہ استعداد ہائے فطرت انسانی نیز واقعات زمانہ حالات شعبہائے زندگی سب ہی غیر محدود ہیں۔ آئندہ ایجادات کا بھی کوئی حد و شمار نہیں۔

ایک اہم اصل

میں اس وقت صرف ایک اصل کو لیتا ہوں۔ وہ یہ کہ قوانین شریعت اور قوانین طبعیہ تعاون و تطابق سے چلتے ہیں۔ تمام قرآن اس اصل سے بھرا ہوا ہے۔ مگر متقدمین نے اس کا بالکل ذکر نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانی باتوں کو جسمانی امور کی تمثیلات سے واضح اور قوانین شرعیہ کو طبعی قوانین سے مبرہن کیا ہے۔ دونوں رنگوں میں یعنے اثبات عقائد کے رنگ میں بھی اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب میں بھی۔ یہ اصل نہایت ضروری تھا۔ اور عقائد و اعمال اسلامیہ کا فلسفہ سمجھنے سمجھانے کے لئے بہت ہی ممد اور معاون اور اس اصل سے زیادہ مفید کوئی اصل نہیں۔ کیونکہ ہر نبی کے وقت عقائد و اعمال کے لحاظ سے تمام لوگ ایک ہی رنگ میں ہوتے ہیں۔ یعنی طبائع انسانی سطحیات اور جسمانیات میں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور تمام آنکھیں ظاہر بین ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کو ایسی ہی باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ قوانین طبعیہ سے قوانین شرعیہ کی ضرورت۔ اور پھر اس سے قوانین شرعیہ کا فلسفہ۔ اور اس سے قوانین شرعیہ کی تائید و تصدیق کر کے دکھائی جائے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ادنیٰ ادنیٰ علم و عقل کے لوگ بھی روحانی امور کو سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

علم الادیان اور علم الابدان کا تعلق

اس اصل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کے الہام اور کشف سے حاصل کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف ایک ایسی پر حکمت کتاب ہے۔ جس نے طب روحانی کے قواعد کلیہ یعنی دین کے اصول کو جو در اصل طب روحانی ہے۔ طب جسمانی کے قواعد کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے۔ اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے۔ جو صدہا معارف اور حقائق کے کھلنے کا دروازہ ہے۔ اور سچی اور کامل تفسیر قرآن شریف کی وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو طب جسمانی کے قواعد کلیہ پیش نظر رکھ کر قرآن شریف کے بیان کردہ قواعد میں نظر ڈالتا ہے۔ ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں۔ جو طب جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصول علمیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں۔ جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا۔ کہ یہی تفسیر قرآن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم الابدان اور علم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں۔ اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں۔ قرآن شریف پر نظر ڈالی۔ تو وہ عمیق در عمیق طب جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔ اور اگر خدا نے چاہا۔ اور زندگی نے وفا کی۔ تو میرا ارادہ ہے۔ کہ قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھ کر اس جسمانی اور روحانی تطابق کو دکھلاؤں۔ غرض آسمان کے نیچے کوئی دوسری کتاب نہیں پائی جاتی۔ جو طب جسمانی اور طب روحانی میں اس قدر تطابق دکھلا کر قانون قدرت کے معیار کو اپنی پیروی کرنے والوں کے ہاتھ میں دیدے" (چشمہ معرفت صفحہ ۹۴ و ۹۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر سے بھی معلوم ہوا۔ کہ یہ اصل آپ کو خدا تعالےٰ نے سمجھایا ہے۔ اور آپ نے اس کو اصل کے طور پر بیان فرمایا۔

ضرورت الہام کا ثبوت

یہ اصل قائم کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فائدے حاصل کئے۔ اور ان فوائد سے جو تغیرات پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعلق میں عرض کرتا ہوں۔ پہلا فائدہ یہ کہ آپ نے اس سے ضرورت الہام پر دلیل اخذ کی ہے۔ ضرورت الہام ثابت کرنیکا سوال دو قسم کے لوگوں کے متعلق پیدا ہوتا ہے۔ اول وہ جو الہام کے منکر ہیں۔ دوم وہ جو پہلے زمانوں کے لئے الہام مانتے تھے۔ مگر اب نہیں مانتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں قسم کے لوگوں کے مقابل پر مختلف رنگوں میں یہ اصل پیش فرمایا ہے۔ مثلاً موجودہ زمانہ میں الہام کو بند ماننے والوں کو اپنی اکثر کتب میں قرآنی آیات سے بتایا ہے۔ کہ کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ جسمانی ضرورتوں کیلئے ہمیشہ خدا تعالےٰ نے اپنے فیضان کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ چنانچہ کھانے کے لئے اس زمانہ میں اناج موجود ہے۔ پیاس کے لئے اب بھی پانی موجود ہے۔ پس جب ہماری جسمانی اور طبعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے شروع سے اب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے سامان چلا آتا ہے۔ تو روحانی حاجات کے پورا کرنے کا دروازہ کیوں بند کر دیا گیا۔ کیا طبائع انسانی کو روحانی پانی کی پیاس نہیں رہی۔ یا خدا کے ہاں روحانی پانی ختم ہو گیا۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب چشمہ معرفت صفحہ ۹۱ میں آیت والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع انہ لقول فصل وما ھو بالھزل کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"یعنی قسم ہے آسمان کی جس سے مینہ نازل ہوتا ہے۔ اور قسم ہے زمین کی جو پھوٹ کر اناج نکالتی ہے۔ یہ کلام یعنے قرآن

ر دہ جھ پر آ ر کلمہ

ے اور باطل میں فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور بے فائدہ نہیں۔ یعنی اس
ام کی ایسی ہی ضرورت ثابت ہے۔ جیسے کہ جسمانی نظام میں مینہ کی ضرورت
بت ہے۔ اگر مینہ نہ ہو۔ تو آخر کار کنوئیں بھی خشک ہو جاتے ہیں
ور دریا بھی۔ اور پھر نہ پینے کے لئے پانی رہتا ہے۔ اور نہ کھانے
ے لئے اناج۔ کیونکہ ہر ایک برکت زمین کی آسمان سے ہی نازل ہوتی
ہے۔ اس دلیل سے خدا نے ثابت کیا ہے۔ کہ جیسا کہ پانی اور اناج
ہمیشہ ضرورت ہے۔ ایسا ہی خدا کی کلام اور اس کے تسلی دینے والے
جزات کی ہمیشہ ضرورت ہے"

طبعی امور کا پابند اور سطحی خیالات کا مقید انسان بھی ایسی
م فہم بات بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب اس منبع فیوض جسمانی فیضان
ں کوئی تغیر اور تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ویسا ہی چلا آرہا ہے۔ جیسا
ہ پہلے زمانہ میں تھا۔ تو روحانی فیضان میں کیوں تغیر مانا جائے۔ روحانی
فیضان کو بند ماننے سے کئی نقائص لازم آتے ہیں۔

سب سے اول مثلاً یہ کہ صفات باری میں تعطل یا خدا تعالے
ں بخل ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ روحانی تڑپ جو روح انسانی کا خاصہ اور
طبعی تقاضا ہے۔ اور جس کے پورا کرنے کے لئے خدا تعالے پہلے قرنوں
میں الہام نازل کرتا تھا۔ تو اب کیوں الہام نازل نہیں کیا جاتا۔ کیا
اب وہ تقاضا نہیں رہا۔ اگر نہیں رہا۔ تو کیوں؟ کیا خدا تعالے نے
ں تقاضا اب پیدا کرنا بند کر دیا۔ اگر بند کر دیا۔ تو جس صفت کے
ت وہ طبعی تقاضا پیدا کیا تھا۔ لامحالہ وہ معطل ماننی پڑے گی۔ اور
ں تقاضا تو الہام کا اب بھی طبائع میں موجود ہے۔ لیکن اسے
پورا نہیں کیا جاتا۔ تو پھر یہ کہنا پڑے گا۔ کہ خدا تعالے نے ایک
تقاضا پیدا کر کے پھر اس کو پورا نہیں کیا۔ گویا نعوذ باللہ بخل اور
ظلم کیا۔ لیکن یہ تینوں باتیں خدا تعالے کی صفات کے خلاف ہیں
پس پہلا نتیجہ اس اصل کا یہ پیدا ہوا۔ کہ خدا تعالے کی صفات کے
متعلق ثابت ہو گیا۔ کہ وہ ہمیشہ کے لئے معطل نہیں ہوتیں۔ اب اس
کے ماتحت غیر مذاہب کی تعلیمات کے مقابلہ میں اسلامی تعلیمات کی
فضیلت کو بڑی وسعت کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے۔ اور نیز خدا تعالے
کی صفات میں تعطل ماننے سے جو اعتقادی اور عملی نقصانات پیدا
ہو رہے تھے۔ ان سب کا ازالہ ہو گیا۔

معرفت الٰہی حاصل کرنے کا جوش

پھر جن لوگوں پر یہ واضح ہو گیا۔ کہ نہ تو خدا تعالے کی صفات
میں تعطل آیا۔ نہ طبعی تقاضا بند ہوا۔ اور نہ ہی خدا تعالے بخیل و ظالم ہے
نہ تقاضا تو پیدا کرے۔ مگر اسے پورا نہ کرے۔ ان کی طبائع میں خدا
تعالے کے پیدا کردہ اس تقاضا کو پورا کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور
صفات الٰہیہ پر غور کر کے ان سے فائدہ اٹھانے کا خیال شروع ہوا
طرح ان کے لئے معرفت الٰہی اور کامل یقین حاصل کرنے کا خاص
پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ہماری جماعت خدا تعالے کے فضل و کرم سے اس
دوسرے مسلمانوں سے بین امتیاز رکھتی ہے۔ ایسے ہزاروں

انسان پیدا ہو گئے ہیں۔ جو اس فیضان کو حاصل کرنے کے لئے عملی
قربانیاں کرتے ہیں

الہام کا قطعی انکار کرنے والوں کے لئے

ان لوگوں کے لئے جو یہ کہتے ہیں۔ کہ الہام کی بالکل ضرورت نہیں
اور جو کسی الہام کو نہیں مانتے۔ ان کے مقابل پر بھی آپ نے قواعد حسابیہ
و حالات طبعیہ کو پیش کر کے ثبوت دیا ہے۔ مثلاً فرمایا "قانون قدیم حضرت
رب العالمین کا یہی ہے۔ کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت
اپنے انتہاء کو پہنچ جاتی ہے۔ تو رحمت الٰہی اس کے دور کرنے کی طرف
متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے جب امساک باراں سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر
خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے۔ تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا
ہے۔ اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں۔ تو کوئی صورت
اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے۔ یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب کسی
ظالم کے پنجے میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے۔ تو آخر کوئی عادل اور
فریادرس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول
جاتے ہیں۔ اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ تو خداوند تعالیٰ
اپنی طرف سے کسی بندے کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام
اور الہام سے مشرف فرما کر بنی آدم کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔
.... (براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۱)

اس طرح اول ضرورت انبیاء ثابت ہو گئی دوم نہ صرف ضرورت
ثابت ہوئی۔ بلکہ اسلام جن نبیوں کے نام پیش کرتا ہے۔ ان کی نبوت
ثابت ہو گئی۔ سوم۔ بلکہ جن نبیوں کا نام قرآن میں نہیں ہے۔ اور
وہ مختلف فرقوں اور قوموں میں مشہور ہیں۔ یا جن بزرگان سلف کو
دنیا مقدس سمجھتی ہے۔ ان کے متعلق بھی یقین ہو گیا۔ کہ وہ بھی ضرور
ملہم تھے۔ اور خدا تعالے کی طرف سے انوار قدسیہ رکھتے تھے
جن کی وجہ سے دنیا آج تک ان کی بزرگی کی قائل ہے۔ چہارم
بالخصوص حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت ایسے
رنگ میں واضح ہو گئی۔ کہ کوئی غیر متعصب انسان انکار نہیں کر سکتا
چنانچہ آپ حضرات اگر تاریخی طور پر دیکھیں گے تو اس زبردست
کتاب براہین کے بعد ہی آپ کو ایسے ہندو یا سکھ لوگ ملیں گے۔
جنہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت یا عظمت یا تقدس
وغیرہ کا اپنے اپنے رنگ میں اقرار کیا بلکہ قرآن کریم سے یہ استنباط
کر کے خود قرآن پاک کی افضلیت اور اکملیت کو ثابت کیا۔ اور
اس طرح قرآن کریم سے غافل طبائع میں قرآن پڑھنے پڑھانے اور
اس پر غور کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے۔ کہ دوست تو الگ رہے
خدا تعالے نے بدترین دشمنوں سے اس کی اہمیت کا اقرار کرایا چنانچہ
مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا:۔

"ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے۔ تو ہم کو کم
سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام
خصوصاً فرقہ آریہ سماج و برہم سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ
پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے
جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی
نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو۔ اور مخالفین اسلام و منکرین الہام
کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ دعوے کیا ہو۔ اور جس کو وجود
الہام میں شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ
کرے۔ اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو
(اشاعت السنہ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰)

شرعی اور طبعی قوانین میں تبدیلی سے نتائج

پھر اس اصل کو قائم کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے یہ ثابت فرمایا۔ کہ جس طرح قوانین طبعی ہر انسان کے لئے
مختلف حالتوں کے ماتحت بدلتے جاتے ہیں۔ ویسے ہی خدا تعالے
کے شرعی قوانین بھی یعنے روحانی قوانین بھی ہر انسان کے لئے
بدلتے رہے ہیں۔ اس کے لئے آپ نے چشمہ معرفت میں بچہ کی غذا
جوان کی غذا۔ بچہ کا لباس اور جوان کا لباس کی مثال پیش فرمائی ہے۔
اور اس طرح بتایا ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ کی کتاب موجودہ زمانہ
ترقی میں کبھی کافی نہیں ہو سکتی۔ جیسے جیسے زمانہ بدلتا گیا۔ خدا کے
کلام میں بلحاظ معارف اور بلحاظ اصول و فروع احکام میں فرق پیدا
ہوتا گیا۔ اس استدلال نے قرآنی تعلیم کی افضلیت دوسری تعلیموں
پر ظاہر کر دی۔ اور اب جب تک اس کے بیان کردہ احکام اور قوانین
کو ناقص نہ ثابت کیا جائے۔ تب تک نئے قانون کی ضرورت کا
سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اس طرح آریوں کے اس دعوے کو
بالکل باطل کر دیا۔ جو وہ قدامت وید کے بارے میں کرتے ہیں۔

دوسرا نتیجہ اس سے یہ نکلا۔ کہ قرآن کی زبان عربی کی فضیلت
ظاہر ہو گئی۔ کیونکہ بچے سے جو کلام کی جاتی ہے۔ وہ اور رنگ کی
ہوتی ہے۔ مگر جوان تعلیمیافتہ سے جو کلام کی جاتی ہے۔ وہ اور رنگ
رکھتی ہے۔ کلام کرنے والا ایک ہی ہوتا ہے۔ مگر مخاطب کی استعداد دلی
کے لحاظ سے کلام کی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم کی زبان اعلےٰ و
کامل قرار پائی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بچپن کی کلام جس طرح متروک
ہو جاتی ہے۔ ویسے ہی تمام سابقہ کتب الہامیہ کی زبانیں آج کل
متروک ہیں۔

تیسرا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ قرآن کریم کی حفاظت کا مسئلہ بھی اس
سے واضح ہو گیا۔ کیونکہ بچپن کے کپڑے کو کوئی انسان اپنے
لئے سنبھال کر نہیں رکھتا۔ مگر پورے قد کے لباس کو سنبھال کر
رکھتا ہے۔ کہ وہ پھر بھی کام آتا ہے۔ لہذا قرآن کریم کی حفاظت
ضروری ہوئی۔

چوتھا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ روحانی مدارج حاصل کرنے والوں
کو خاص توجہ ہو گئی۔ کہ جب تک ہم اپنے اندر کوئی تبدیلی بلحاظ
نیکی و تقوےٰ پیدا نہیں کریں گے۔ تب تک خدا تعالے کی طرف

سے بھی ہمارے لئے کوئی خاص قانون جاری نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ جب تک طبعی حالات کے لحاظ سے اپنے اندر کوئی تبدیلی بلحاظ قوت و طاقت یا قدو قامت یا صحت و مرض کے پیدا نہیں کرتے۔ تب تک طبعی قانون بھی نہیں بدلتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آئے۔ تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے۔ بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے۔ جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کیساتھ اس کی راہ میں صدق و صفا دکھلاؤ۔" (کشتی نوح صلا)

پانچواں نتیجہ یہ نکلا۔ کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر الہام ہو سکتا ہے۔ اور نبوت مل سکتی ہے۔ تو کیا فلاں کو ہی یہ انعام ملنا تھا۔ کیونکہ قوانین طبعیہ کے تفاوت نے بتایا۔ کہ یہ اعتراض باطل ہے۔ ورنہ ہر انسان بادشاہ ہوتا۔ ہر انسان طبیب ہوتا اگر ذہنی جسمانی قویٰ کے اختلاف سے یہ مراتب بھی مختلف ہیں۔ اور تم ان پر اعتراض نہیں کرتے ہو۔ تو ایک شخص کے ملہم ہو جانے پر کیونکر اعتراض کیا جا سکتا ہے؟

چھٹا نتیجہ اس کشتی نوح کے حوالہ سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ خوارق و معجزات کی اصل کیا ہے۔ اب اس اصل سے سینکڑوں ہزاروں فوائد نکل سکتے ہیں؟

روحانی معارف و حقائق کی وسعت

(۵)- پھر آپ نے بتایا۔ جیسے طبعی قوانین اپنے اندر ہزارہا باریکیاں حقائق و معارف رکھتے ہیں۔ ویسے ہی قوانین شرعیہ اور احکام الٰہی بھی ان گنت اقسام کا فلسفہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"خدا تعالےٰ پر اس شخص کا ایمان مستحکم ہو سکتا ہے۔ جس کا اس کی کتاب پر ایمان مستحکم ہو۔ اور اس کی کتاب پر تبھی ایمان مستحکم ہو سکتا ہے۔ کہ جب بغیر حاجت منقولی معجزات کے کہ جو اب آنکھوں کے سامنے بھی موجود نہیں ہیں۔ خود خدا تعالےٰ کا پاک کلام اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور معارف و حقائق کا ایک ناپیدا کنار دریا نظر آوے۔ پس جو لوگ ایک مکھی کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ اس میں بے شمار قدرت نادرہ ایسی موجود ہیں۔ کہ کوئی انسان خواہ وہ کیسا ہی فلاسفر اور حکیم ہو۔ ان کی نظیر نہیں بنا سکتا۔ اور ایک جو کی نسبت ان کو یہ اعتقاد ہے۔ کہ اگر تمام دنیا کے حکیم قیامت کے دن تک اس کے عجائبات اور خواص مخفیہ کو سوچیں۔ تب بھی یقیناً نہیں کہہ سکتے۔ کہ انہوں نے وہ تمام خواص دریافت کر لئے ہیں۔ لیکن یہی لوگ مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کی ذریت کہلا کر قرآن کریم کی نسبت یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ بجز موٹے الفاظ اور سرسری معنوں کے اور کوئی باریک حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اور کلام الٰہی کے نکات اور اسرار و معانی کو اس حد تک ختم کر بیٹھے ہیں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بقدر ضرورت وقت و بلحاظ موجودہ استعدادات کے فرمائے تھے۔" (آئینہ کمالات صفحہ ۳۸ و ۳۹)

پس جب مکھی کے متعلق یا دنیا کی ہر چیز کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ اس کے خواص اور بے شمار عجائبات خدا تعالےٰ کی قدرت سے ہیں۔ اور ہم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو سب کچھ معلوم ہو گیا۔ تو پھر کلام الٰہی کے معارف کا احاطہ یا ان کی حد بست کیسے ہو سکتی ہے۔ اور کیسے کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو باتیں پہلے لوگوں نے قرآن سے اخذ کی تھیں۔ ان سے آگے چلنا یا ان کے علاوہ کوئی بات قرآن سے نکالنا مناسب نہیں۔

اس سے یہ نتائج رونما ہوئے۔ اول یہ کہ قرآن کو خدا کی کتاب سمجھنے والوں کی ہمتیں بلند ہو گئیں۔ انہیں معلوم ہو گیا۔ جسے ہم محدود کتاب سمجھتے تھے۔ وہ غیر محدود معارف رکھتی ہے۔ اور غور کرنے والوں پر قرآن شریف کے حقائق و معارف کھلنے شروع ہو گئے۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اس سے یقین پیدا ہو گیا۔ کہ ہر وہ بات جو روحانیات کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ وہ قرآن میں ضرور بیان کی گئی ہے۔ اس یقین پر کیسی خوشی ہوگی۔ اور کس شوق سے قرآن کا مطالعہ کر کے اس کے معارف سے آگاہی حاصل کی جائے گی۔ قرآن کریم کا اس رنگ میں مطالعہ کرنا صرف جماعت احمدیہ کا ہی حصہ ہے۔ اللھم زد۔

خدا تعالیٰ کس طرح اپنے بندوں کی نصرت کرتا ہے

موضع معین الدین پور کا ایک عبرتناک واقعہ

احمدی احباب کو بذریعہ اخبار الفضل موضع معین الدین پور میں احمدیوں پر مظالم کے حالات معلوم ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک خاص واقعہ ہے جس کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کس طرح اپنے بندوں کی مشکلات میں نصرت فرماتا ہے بشرطیکہ بندہ استقلال دکھائے۔ معین الدین پور میں ہمارے قابل فخر بھائی حافظ سید باغ علی شاہ صاحب رہتے ہیں جن کا تمام گاؤں نے ہر طرح بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ عرصہ چھ ماہ سے برابر تنگ کیا جا رہا ہے۔ کوئی تکلیف ایسی نہیں۔ جو ان کو نہ دی جاتی ہو۔ سارا گاؤں مخالف اور خون کا پیاسا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ہمارے بھائی کو اس قدر استقلال اور سچی مردانگی عنایت کی ہے۔ کہ دیکھ کر رشک آتا ہے۔ پچھلے دنوں مخالفوں نے منصوبہ کر کے سید صاحب کو اطلاع دی۔ کہ وہ احمدیت سے انکار کر دیں۔ ورنہ ان کا منہ کالا کر کے اور گدھے پر سوار کر کے جبراً انکار کرایا جائیگا۔ جیسا کہ پہلے ایک شخص کے ساتھ کیا گیا ہے۔ گویا وہ حد درجہ کی تذلیل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے کہا۔ جبتک دم میں دم ہے۔ میرے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں کر سکتا۔ ہاں جب میں مر گیا۔ تو پھر جو مرضی ہو کرنا شاہ صاحب بروز ہفتہ شہر گجرات آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تذکرۃ الشہادتین جس میں حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کے واقعات حضور علیہ السلام نے قلمبند فرمائے ہیں لیگئے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما گئے۔ کہ کل ۱۲ بجے کے بعد میں شہر آؤنگا۔ اگر ۱۲ بجے تک نہ آیا۔ تو پھر میرے متعلق پتہ لینا۔ چونکہ جماعت شہر کو اس دن بہت فکر تھا۔ دعائیں کثرت سے کی گئیں۔ ساری جماعت کے کان اور آنکھیں اسی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آخر ۱۲ بجے ایک دوست کو بائیسکل پر موضع مذکور کی طرف روانہ کر دیا۔ ٹھیک ایک بجے ہمارا آدمی شاہ صاحب کو اپنے ساتھ صحیح و سلامت لے کر آگیا۔ اپنے بھائی کو بخیر و عافیت دیکھ کر جی بہت خوش ہوا۔ شاہ صاحب کے چہرہ پر خوشی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ جب واقعات کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو فرمانے لگے۔ میں صبح اٹھکر اپنے کام کاج کے لئے ادھر ادھر جایا کرتا تھا۔ لیکن آج میں صبح سے کر بارہ بجے تک اپنے مکان کے باہر بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کرتا رہا۔ اور ان کا انتظار کرتا رہا لیکن بارہ بجے تک وہ نہ آئے۔ میرے پاس سے گزر کر گاؤں کے لوگ اس کمیٹی میں شامل ہونے کے لئے جاتے تھے۔ جو میرے خلاف کیجا رہی تھی۔ اور قریب تھا کہ وہ مجھ پر آکر حملہ کرتے۔ لیکن عین اسی وقت جب

۴ وہ میرے خلاف تجاویز کر رہے تھے۔ انکی دو لڑکیاں جن میں سے ایک کنواری تھی۔ اور دوسری بیاہی ہوئی دو مردوں کے ساتھ فرار ہونے کا موقعہ مل گیا۔ اس خبر نے ان کے سارے منصوبہ کو درہم برہم کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے ان کو بتلایا۔ کہ تم تو میرے ایک بندہ کا عارضی طور سے مونہہ کالا کرنا چاہتے تھے۔ لو تمہارا حقیقتاً ہمیشہ کے لئے مونہہ کالا کیا جاتا ہے۔

خاکسار عبد الغفور از گجرات

مشہور عیسائی مشنری کرملی سے

مولانا اللہ دتا صاحب احمدی مبلغ کی دلچسپ گفتگو

ایک مشہور عیسائی مشنری سے جن کا نام کرملی ہے - اور جو لغت عرب کے بڑے ماہر سمجھے جاتے اور "علامہ" کہلاتے ہیں - حیفا میں مبلغ احمدیت مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری کی چند نوجوانوں کی موجودگی میں ملاقات ہوئی - مولانا موصوف نے بعض مذہبی ولغوی امور پر ان سے تبادلہ خیالات کیا - چونکہ یہ گفتگو بہت دلچسپ ہونے کے علاوہ یہ بھی ظاہر کرتی ہے - کہ احمدی مبلغ کے دلائل قویہ کے سامنے ایک مشہور عربی دان عیسائی مشنری کے لئے بالکل دم بخود ہو جانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا - اس لئے اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے - اس ترجمہ کے لئے ہم شیخ عبدالقادر صاحب مولوی فاضل جامعہ کے ممنون ہیں - (ایڈیٹر)

مسیحی:- سلسلہ احمدیہ کے قیام کا کیا مقصد ہے ؟

احمدی:- سلسلہ احمدیہ عین اسلام ہے - اور اس کا مقصد وہی ہے جو اسلام کا ہے - ہم اس بات کی دعوت دیتے ہیں - کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا کامل دین ہے - کہ اس کی پیروی کرنے سے انسان کے لئے حقیقی نجات حاصل کرنے اور بارگاہ الہٰی میں مقبول ہونے کے علاوہ تمدنی مشکلات کا حل بھی وابستہ ہے - اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ اور کامل نبی ہیں - جن کے متبعین میں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے - اور صرف قرآن پاک ہی ایک ایسی کامل کتاب ہے - جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے لیا ہے -

احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق

مسیحی:- عام مسلمانوں اور آپ کے عقائد میں کیا اختلاف ہے ؟

احمدی:- (۱) عام مسلمان حضرت مسیح کو بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ مانتے ہیں - اور اسی وجود کے ساتھ ان کی آمد ثانیہ کے منتظر ہیں - لیکن ہم آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں جملہ انبیاء کی طرح ان کی وفات کے قائل ہیں - اور ہمارا اعتقاد ہے - کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے - بلکہ جس مسیح کی آمد کا امت محمدیہ کو وعدہ دیا گیا ہے - وہ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام ہیں - جو کہ ہندوستان میں مبعوث ہوئے -

(۲) عام مسلمان باب وحی کو مسدود اور ہر قسم کی تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کو بند قرار دیتے ہیں - لیکن ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت کے انقطاع کے قائل ہیں اور ہمارا اعتقاد ہے - کہ قرآن پاک ایک کامل شریعت ہے - جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا - اور نہ ہی وہ منسوخ ہو سکتی ہے - ہاں غیر تشریعی وحی اور نبوت کا دروازہ شریعت اسلامیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں قیامت تک کھلا ہے - اور ہمارے پاس اس کے بہت سے دلائل ہیں -

اس اختلاف کی بنا آیت خاتم النبیین ہے - غیر احمدی دوست خلاف لغت ومحاورہ قرآنی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء کو ختم کر دیا - اب آپ کے بعد کوئی تشریعی یا غیر تشریعی نبی نہیں آسکتا - لیکن ہم مانتے ہیں - اور آپ بھی ہمارے ساتھ اتفاق کریں گے - کہ خاتم النبیین کے لغت عرب کے لحاظ سے ہرگز یہ معنے نہیں ہو سکتے - جو ہمارے غیر احمدی دوست کرتے ہیں - کیونکہ خاتم کا لفظ جب کسی جمعیت کی طرف مضاف ہو - اور مقصود مدح ہو جیسے خاتم الشعراء - خاتم الفقہاء وغیرہ تو اس کے معنے صرف یہی ہوتے ہیں - کہ ممدوح تمام قوم سے افضل اور اشرف ہے - اور یہی ہمارا اعتقاد ہے - کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل اور جامع جمیع کمالات انسانی ہیں - اور آپ کی پیروی سے انسان خدا کا مقرب بن سکتا ہے -

وفات مسیح علیہ السلام

مسیحی:- حضرت مسیح کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے -

احمدی:- یہی کہ وہ دیگر انبیاء کی طرح ایک معصوم نبی تھے خدا یا ابن اللہ نہیں تھے - ان کے ذریعہ خدا نے یہود کو ہمارے سید ومولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی ایک عظیم الشان بشارت دی تھی - پھر وہ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو گئے - ان کا مقام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل میں ایک شاگرد کی حیثیت رکھتا ہے - چنانچہ رسول پاک نے خود فرمایا ہے کہ - لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی - اور اس زمانہ میں بھی خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے بانی جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے تمام شان میں افضل پیدا کر کے بتا دیا - کہ واقعی رسول عربی تمام انبیاء سے افضل ہیں -

مسیحی:- مسیح کی موت کا اعتقاد رکھنے میں تو آپ نے ہماری موافقت ظاہر کی - ؟

احمدی:- حاشا وکلا - ہمارے اور آپ کے عقیدہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے - آپ مانتے ہیں - کہ ۳۳ سال کی عمر میں حضرت مسیح صلیب پر مر گئے - مگر ہم اس کی بڑے زور سے تردید کرتے ہیں - اور اس کے برخلاف یہ مانتے ہیں - کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی طبعی موت کے ساتھ ۱۲۰ سال عمر پا کر فوت ہوئے -

مسیحی:- پھر تو آپ اس عقیدہ میں یہود - نصاریٰ اور مسلمان تینوں قوموں کے مخالف ٹھہرے - اور یہ ایک شدید اختلاف ہے -

احمدی:- ہمارا اختلاف حق پر مبنی ہے - لیکن کیا ہم سے پہلے ان تینوں اقوام کا عقیدہ حضرت مسیح کے متعلق واحد ہے ؟ سچ تو یہ ہے - کہ اگر آپ غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح کی ذات پیدائش سے کر یوم وصال تک گہوارہ اختلافات بنی ہوئی ہے - یہود - مسلمانوں اور عیسائیوں میں سے ہر ایک کی الگ رائے اور الگ عقیدہ ہے - پس ان اختلافات کے ہوتے ہوئے اگر ہم نئی تحقیق پیش کریں - تو یہ عجیب بات نہیں - عقلمند اختلاف کے لفظ سے نہیں ڈرتا - بلکہ اس کی اصلیت پر غور کرتا ہے - اور اگر اس کے دلائل اس کو قوی معلوم ہوں - تو قبول کر لیتا ہے -

مسیحی:- یہ آپ نے بالکل صحیح اور درست فرمایا - لیکن آپ تو اب آئے - اور مسیحی اور یہود قدیم سے مسیح کی صلیبی موت کے قائل ہیں -

احمدی:- تقدم زمانی کسی قوم کے حق پر ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی - ورنہ کیا آپ ولادت مسیح کے متعلق یہود کے اس قول کو صحیح تسلیم کرتے ہیں - کہ نعوذ باللہ آپ ولد الزنا تھے کیونکہ عیسائیت کا اس وقت وجود بھی نہ تھا - اور یہود موجود تھے

مسیحی:- نہیں ہرگز نہیں - وہ تو بالکل جھوٹ بکتے ہیں

احمدی:- پس معلوم ہوا - کہ تقدم زمانی انسان کو حقائق تک نہیں پہنچا سکتا - خصوصاً جبکہ یہود اور نصاریٰ میں سے حضرت مسیح کی صلیبی موت کا عینی شاہد کوئی بھی موجود نہیں اور ہمارے پاس تورات - انجیل - قرآن کریم اور تواریخ سے متعدد دلائل اور براہین موجود ہیں - جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے - کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں فوت ہوئے

مسیحی:- کیا تورات اور انجیل سے بھی -

احمدی:- ہاں تورات اور انجیل سے بھی

مسیحی:- کچھ بیان فرمائیے۔ تا ہمیں بھی معلوم ہو

احمدی: اول تورات سے ثابت ہے کہ جو شخص بھی نبوت کا مدعی ہو کر صلیب پر مرے۔ وہ ملعون ہوتا ہے۔ دوم۔ اگر ہم ان کو مصلوب مانیں۔ تو گویا ہم خود ان کے ملعون ہونے کا فتوےٰ دیں گے۔ اور یہ ایسی بات ہے جس کی کم از کم ہمیں جرأت نہیں ہو سکتی اور پھر یہود کا دعوےٰ بھی مسیح کے کاذب اور ملعون ہونے کا سچا تسلیم کرنا پڑے گا۔

مسیحی:- اس میں کیا حرج ہے۔ کہ یسوع مسیح ہماری خاطر ملعون ہوا۔

احمدی:- لعنت کے کیا معنی ہیں؟

مسیحی:- اللہ سے دوری اور دھتکار۔

احمدی:- کیا ایک معصوم نبی کے لئے یہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ چاہے ہماری خاطر ہی کیوں نہ ہو۔ کہ بارگاہ الٰہی سے دھتکارا گیا۔

مسیحی:- ہماری خاطر موقت طور پر ملعون ہونے میں کیا حرج ہے۔

احمدی:- ماشاء اللہ یہ قول آپ کے ہی شایاں ہے کہ ایک طرف تو یسوع کو خدا بنا کر آسمان پر بٹھاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسے ملعون مان کر تحت الثریٰ میں گراتے ہیں ہماری تو روح کانپ اٹھتی ہے۔ جب ہم آپ سے یہ سنتے ہیں کہ یسوع مسیح ملعون ہو گیا۔

مسیحی:- (حیران ہو کر) اچھا انجیل سے آپ کے پاس کونسی دلیل ہے؟

احمدی:- دلائل تو بے شمار ہیں۔ لیکن میں اس وقت صرف دو پیش کرتا ہوں۔ (۱) مسیح نے کہا۔ "اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین دن رات زمین کے اندر رہیگا۔" (متی $\frac{12}{39}$) یہ مشابہت صرف اسی صورت میں متحقق ہو سکتی ہے جبکہ ہم یہ تسلیم کریں۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ بلکہ زندہ قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ (۲) عبرانیوں میں آتا ہے۔ "یسوع مسیح نے موت سے رہائی کے لئے دعا مانگی۔ اور خدا نے ان کے تقوےٰ کے باعث سنی (۵/۷) پس اگر صلیب پر مر جاتے۔ تو یہ دعا رائگاں جاتی

مسیحی:- مشابہت صرف دنوں اور راتوں کی جہت سے ہے

احمدی:- تین دن رات تو ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ جمعہ کی شام کو قبر میں ڈالے گئے۔ اور اتوار کے دن طلوع آفتاب سے پہلے دیکھا گیا۔ تو وہاں نہیں تھے۔ **مسیحی**:- یہ درست ہے۔ لیکن ہم یہود کے طریق شمار کے مطابق جمعہ کی شام کو ایک کامل دن شمار کرتے ہیں۔ **احمدی**:- اچھا اگر ہم جمعہ کو ایک دن بھی شمار کر لیں۔ تو جمعہ اور ہفتہ دو دن ہوئے تیسرا دن کہاں ہے پھر راتیں بھی تین نہیں بنتیں۔ کیونکہ آپ صرف دو راتیں جمعہ اور ہفتہ کی قبر میں رہے

(اس مرحلہ پر پہنچکر مشنری صاحب کچھ ملول سے ہو گئے۔ اور کہنے لگے میں آپکو مطمئن نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں نے گفتگو کا رخ بدل کر کہا)

الوہیت مسیح

احمدی:- حضرت مسیح ابن مریم کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

مسیحی:- ہم ان کی الوہیت کے قائل ہیں۔

احمدی:- میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ ان کی الوہیت کی کوئی واضح دلیل بیان فرمائیں۔

مسیحی:- مردوں میں سے جی اٹھنا ان کی الوہیت پر ایک زبردست دلیل ہے۔

احمدی:- لیکن ان کا پہلے مردوں میں داخل ہونا ان کی عدم الوہیت پر زیادہ واضح دلیل ہے۔ جب آپ نے ان کو مردہ مان لیا۔ تو ان کے دوبارہ اٹھنے کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

مسیحی:- انجیل شاہد ہے۔ اور آپ کو وہ قصہ معلوم ہی ہے

احمدی:- میں جانتا ہوں لیکن اس قصے اور اس شہادت پر اس قدر عظیم الشان واقعہ کی بنا رکھنا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ ان عورتوں کے سامنے یسوع مسیح قبر سے نہ اٹھے ہوں۔ بلکہ انہوں نے قبر کو خالی پایا۔ یہ شہادت آپکے دعوےٰ کے اثبات کے لئے کوئی یقینی دلیل نہیں ہے۔ (اتنا سنکر پادری صاحب گھبرا گئے اور کہنے لگے)

صداقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسیحی:- آپ کے پاس نبوت محمد (صلعم) کی کیا دلیل ہے

احمدی:- ہمارے پاس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت کرنے کے لئے دلائل یقینیہ اور براہین ساطعہ ہیں آپ کوئی دلیل حضرت موسےٰ یا عیسےٰ کی صداقت پر پیش کریں ہم اسی دلیل کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بدرجہ اتم واکمل چسپاں کر کے دکھا دیں گے۔ صداقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں قرآن پاک ہی ایک زندہ معجزہ موجود ہے۔ جسکی مثل لانے کے لئے تمام عرب عاجز آگئے۔ اور ہمیشہ عاجز رہیں گے۔

مسیحی:- اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ وہی محمد (صلعم) کا قرآن ہے

احمدی:- یہ تواتر سے ثابت ہے۔ اور ہر زمانہ کے مورخ اس کی شہادت دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ تو ایسی بات ہے۔ کہ دشمن بھی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ سر ولیم میور جو کہ اسلام کا ایک بہت بڑا مخالف ہے۔ وہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ یہ وہی قرآن ہے جو کہ محمد (صلعم) کے زمانہ میں تھا۔ (ملاحظہ ہو کتاب حیات محمد) پس اسلام کی بنا ر تواتر القینیہ پر ہے۔ نہ کہ عیسائیت کی طرح چند عام عورتوں کی شہادت پر **مسیحی**:- میرے پاس اور کچھ نہیں ہے یقین کیا جائے کہ اس بارے میں بحث کو زیادہ طول دوں (گھڑی جیب سے نکال کر) اب میرے پاس صرف پانچ منٹ باقی ہیں۔ **احمدی**: آپ نے ہی بحث کا دروازہ کھولا تھا۔ جس میں میں داخل ہو گیا۔ اور اب آپ ہی بند کرتے ہیں

خالص گھی کی جانچ کے سہل طریقے

خالص گھی کی جانچ کے لئے متعدد طبعی اور کیمیائی طریقے تجویز کئے گئے ہیں لیکن ان پر زیادہ خرچ آتا ہے۔ اور ان کے لئے خاص ساز وسامان اور اصطلاحی مہارت کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں ان کا اختیار کرنا بھی دقت طلب ہے۔ طبعی طریقے جو زیادہ تر رنگ۔ بو اور انجماد سے تعلق رکھتے ہیں۔ قابل اعتماد نہیں ذیل میں دو طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ جو نہ صرف سستے اور سہل ہیں۔ بلکہ انہیں ایک معمولی آدمی بھی آسانی کے ساتھ اختیار کر سکتا ہے۔ یہ طریقے گھی کے بہت سے نمونوں پر آزمائے گئے ہیں۔ اور گھی میں نباتاتی گھی۔ چربی۔ سور کی چربی یا موم کی ملاوٹ کی صورت میں ان سے اطمینان بخش نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ تجربہ کی اغراض کے لئے صرف چند ٹیسٹ ٹیوب اور دو کیمیائی اشیاء یعنی نائٹرک ایسڈ اور کیلسیم کاربونیٹ کی ضرورت ہے،

نائٹرک ایسڈ کے ذریعہ جانچ کا طریقہ اس حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ چربی دار تیزابوں اور ان کے نائٹرک مرکبات جو خالص گھی میں نائٹرک ایسڈ ملانے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بے رنگ ہوتے ہیں۔ اور اگر گھی میں نباتاتی گھی۔ چربی یا موم کی ملاوٹ ہو۔ تو یہ مرکبات رنگدار ہوتے ہیں۔ ایک چھوٹے برتن میں پانی ابال لو گھی کے نمونہ کی ایک تھوڑی سی مقدار کو (قریباً ٹیسٹ ٹیوب کا ۱/۴ حصہ) ابلتے ہوئے پانی میں پگھلا لو۔ اس کے بعد اس میں خالص اور بے رنگ نائٹرک ایسڈ کے دو تین قطرے ڈالو۔ اور ٹیوب کو کچھ منٹ کے لئے ابلتے ہوئے پانی میں ڈالدو۔ اگر خالص گھی ہو گا۔ تو اس کے رنگ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اگر نا خالص ہو گا۔ تو اسکا رنگ ملاوٹ کی نوعیت اور مقدار کے لحاظ سے زرد نارنجی یا سرخی مائل بھوسلا ہو جائیگا۔ نباتاتی گھی کا رنگ گہرا اور دبہ چربی یا سور کی چربی کا رنگ نارنجی اور موم کا سرخی مائل زرد ہو جاتا ہے۔ جب گھی میں مندرجہ بالا اشیاء میں سے کسی کی ملاوٹ ہو۔ تو ایک درمیانی سا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اسے اسی طرح رہنے دیا جائے۔ تو وہ خالص گھی کے مقابلہ میں جلدی منجمد ہو جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ اس حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ سوڈیم کاربونیٹ سے خالص گھی بہت کم صابون کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اور نباتاتی تیل یا گھی۔ چربی یا موم بہت جلدی صابون میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ گرم پانی میں اس کی مقدار سے تین گنا سوڈا ایش ڈالو گھی کے نمونہ کی ایک تھوڑی مقدار کو ٹیسٹ ٹیوب میں پگھلا کر اور اس کے برابر اس میں سوڈا ایش کا محلول ڈالو۔ اس کو اچھی طرح ہلاؤ۔ اور کچھ منٹ کے لئے ٹیوب کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈالدو۔ اگر گھی خالص ہو گا۔ تو چربی دار بلبلوں کی وجہ سے مائع گہرا ہو جائیگا۔ اور صابون کی صورت اختیار نہیں کریگا اگر اسے اسی طرح رہنے دیا جائے۔ تو دو علیحدہ تہیں بن جاتی ہیں۔

وصیتیں

نمبر ۳۷۳۶ :- میں محمد اسماعیل ولد شیخ غلام محمد قوم شیخ پیشہ تجارت تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن انبالہ شہر۔ آج مورخہ ۶/۹/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد صرف پندرہ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ المرقوم۔ العبد:- محمد اسماعیل احمدی مولوی فاضل

گواہ شد:- شیخ محمد بشیر آزاد احمدی انبالہ شہر

گواہ شد:- شیخ غلام محمد

نمبر ۳۷۶۲ :- میں مسمات خیر النساء بنت سید ستار شاہ صاحب قوم سید عمر ۴۴ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ ۲/۲/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اور اس کی قیمت۔/۵۹۴ روپیہ ہے۔ حق مہر میں نے خاوند مرحوم کو معاف کردیا تھا۔ گلوبند طلائی ۵ تولہ۔ کڑے طلائی ۱۰ تولہ۔ کانٹے ۲ تولہ۔ العبد:- خیر النساء بقلم خود

گواہ شد:- محمود احمد ہیڈ نیکل ہال قادیان ۲/۲/۳۲

گواہ شد:- سید عبد الستار شاہ بقلم خود

نمبر ۳۶۶۹ :- میں مسمات امۃ اللہ بنت حکیم شیر محمد مرحوم قوم رانجھ عمر تخمیناً ۲۷ سال ساکن بھوجن ڈاک خانہ دول نیا نہ تحصیل بھلوال ضلع شاہ پور۔ آج مورخہ ۶/۲/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری بوفات کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۴۰ تولہ زیورات طلائی اور۔/۱۰۰۰ روپیہ حق مہر۔ العبد:- امۃ اللہ

گواہ شد:- ولی محمد سب انسپکٹر زیلدارہ بنک علاقہ شاہ پور

گواہ شد:- شبیر علی عفی عنہ۔

نمبر ۳۷۰۳ :- میں مسمات رابعہ بی بی زوجہ احمد خان صاحب ڈرائنگ ماسٹر قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال تاریخ بیعت پیدائشی۔ ساکن بھیرہ خاص ضلع شاہ پور۔ آج مورخہ ۷/۳/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ سونے کا گلے کا ایک ہار۔ سونے کے پھول اور کانٹے۔ سونے کے دو چھلے۔ چاندی کی کنگنیاں اور لچھیاں۔ جملہ زیورات کی قیمت تین صد روپیہ ہے۔ جو مجھے بصورت حق مہر ملے۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹا گلے کا ہار اور معمولی استعمال کا سامان قیمت یکصد روپیہ ہے گویا کل جائداد چار صد روپیہ کی ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت یعنی مبلغ چالیس روپیہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ راقمہ۔ نشان انگشت رابعہ بی بی

گواہ شد:- محمد اسماعیل محلہ لوہاری بھیرہ ضلع شاہ پور

گواہ شد:- احمد خان ڈرائنگ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پنڈ دادنخان ضلع جہلم خاوند موصیہ۔

گواہ شد:- مولوی فضل الٰہی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ

نمبر ۳۷۰۴ :- میں مسمات زہرہ بی بی بیوہ سید اصغر علی شاہ صاحب قوم سید عمر تقریباً ۷۲ سال سکنہ دہرم کوٹ ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ ۱۱- ستمبر ۱۹۳۲ء بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری منقولہ وغیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔

نقدی پونڈ۔/۳۲۔ زیور ڈنڈیاں طلائی قیمتی۔/۳۰ روپے نقدی روپے۔/۳۰۔ چوڑیاں نقرئی دو عدد۔/۴۵ روپے۔ جگلہ طلائی ایک عدد۔/۱۲/۳ روپے۔ غیر منقولہ ایک پختہ مکان مختصر قیمتی۔/۵۰۰ روپیہ۔ ان سب کا ۱/۳ حصہ مبلغ ۳ عدد پونڈ اور مبلغ۔/۸/۶۰ روپیہ بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

(۲) میرا گذارہ اس ماہوار آمد پر ہے جو مجھے میرے بیٹے محمد حسین ڈاکٹر پنشنر سے ملتی ہے۔ نیز اس غلہ کی آمد پر ہے جو اراضی کی پیداوار سے میسر آتا ہے میں اقرار صحیح کرتی ہوں۔ کہ اس آمد اور غلہ کی پیداوار کا دسواں حصہ تادم زیست بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔

(۳) اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں ادا کرنے کی وصیت کرتی ہوں۔

(۴) چندہ شرط اول مبلغ للعہ برائے اجرائے سرٹیفکیٹ ادا کردیا ہے۔ العبد:- نشان انگشت زہرہ بی بی والدہ سید محمد حسین پنشنر ڈاکٹر ساکن دہرم کوٹ رندھاوا

گواہ شد:- محمد حسین پنشنر بقلم خود

گواہ شد:- احمد حسین ولد محمد حسین بقلم خود

گواہ شد۔ محمد شفیع احمدی پٹواری۔ دہرم کوٹ رندھاوا

نمبر ۳۶۷۷ :- میں بشیر احمد ولد میاں محمد الدین صاحب مرحوم قوم پراچہ ساوی پیشہ ملازمت عمر ۱/۲ ۲۲ سال سکنہ بھیرہ۔ ضلع شاہ پور۔ آج مورخہ ۶- مئی ۱۹۳۲ء بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زرعی زمین واقعہ چاہات منہاسانوالہ۔ خوشیانوالہ۔ کورداد ماموں والہ جن میں سے پہلے دو چاہات میں سولہویں حصہ کا تیسرے چاہ میں سے اڑتالیسویں حصہ کا اور چوتھے چاہ میں چونسٹھویں حصہ کا میں مالک ہوں۔ جس کی قیمت اندازاً چھ سو روپیہ ہے۔ اور مندرجہ بالا زمین کی قیمت موجودہ نرخ کے لحاظ سے اندازاً۔/۱۰۰۴ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۸۴ روپے چودہ آنے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط

العبد:- بشیر احمد بقلم خود کلرک دفتر جائنٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

گواہ شد:- غلام مصطفےٰ احمدی سب اسسٹنٹ سرجن سنٹرل جیل ہسپتال لاہور۔

گواہ شد:- خاکسار:- علی محمد عفی عنہ کلرک ملٹری اکاؤنٹس لاہور۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ریاست الور کے مسلمانوں پر بمقام گوبند گڑھ ریاستی افواج کے وحشیانہ حملہ کی اطلاع گذشتہ پرچہ میں دی گئی تھی۔ بعد کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ مقتولین کی تعداد اڑھائی صد کے لگ بھگ ہے۔ جن پر پہلے بندوق سے اور بعد ازاں مشین گنوں سے فائر کئے گئے۔ زخمی لاتعداد ہیں۔ بے شمار لوگ گرفتار کئے جاچکے ہیں۔ دیہات کا محاصرہ کرلیا گیا ہے۔ زخمیوں کی تعداد اور لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا کوئی انتظام نہیں۔ سول کے نامہ نگار نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ ان ناکردہ گناہوں پر عین اس وقت جب کہ وہ نماز جمعہ کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے۔ فائر شروع کردئے گئے۔

لاہور میں ۹ جنوری کو ایک ہندو دانار کسٹ سائیکل پر جارہا تھا۔ کہ ایک خفیہ پولیس افسر نے بغیر کسی اطلاع کے کودی بھر کر اسے نیچے گرالیا۔ اس کی جیب سے ایک بھرا ہوا ریوالور اور بہت سے کارتوس برآمد ہوئے۔ مگر وہ کوئی مزاحمت نہ کرسکا۔

بدری ناتھ ہندوؤں کا ایک مشہور تیرتھ ہے جو ہمالیہ کی برفانی چوٹیوں پر واقع ہے۔ وہاں تک پہنچنا نہایت تکلیف دہ ہے اس لئے کئی ہفتے وہاں تک پہنچنے میں لگ جاتے ہیں۔ مشہور ہندوستانی ہوا باز مسٹر چاؤلا دہلی سے جوشی مٹھ تک جو بدری ناتھ سے چودہ میل ورے واقع ہے۔ ۹ جنوری کو اپنے جہاز پر ۵ $\frac{1}{2}$ گھنٹہ میں پہنچے۔

ڈبلن سے ۹ جنوری کی خبر ہے کہ کاسگریو پارٹی کے ایک جلسہ میں بعض اشخاص "جمہوریت زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے سٹیج کی طرف بڑھے۔ "فوج ایجنسی" نے امن قائم رکھنے کی کوشش کی۔ جس پر فساد ہوگیا۔ شہری گارڈ نے ریوالوروں سے فائر کردئے۔ اور لاٹھیوں سے بھی حملے ہوئے۔ کئی اشخاص زخمی ہوئے۔ آخر پولیس نے آکر امن قائم کیا۔

نیویارک سے ۷ جنوری کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ نمونیہ کی وبا بکثرت پھیل رہی ہے۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر ۸۵ اموات اس کے باعث ہوئیں۔

بعض افسران پولیس جو حادثہ بڈھلاڈا کی تفتیش کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق مسلمانان بڈھلاڈا نے ۱۰ جنوری ایک جلسہ منعقد کرکے سخت بے اطمینانی کا اظہار کیا ہے۔ اور ریزولیوشن پاس کرکے بذریعہ تار گورنر پنجاب انسپکٹر جنرل پولیس لاہور۔ کمشنر۔ ڈی آئی۔ جی پولیس ڈپٹی کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور پریس کو بھیجے ہیں۔ ذمہ وار حکام کو فوراً اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

نیویارک سے ۹ جنوری کی خبر ہے کہ دو ہزار اشتراکیوں نے صدر جمہوریہ کے مکان پر جبکہ وہ ارکان پارلیمنٹ کے ساتھ مشورہ کر رہے تھے۔ حملہ کردیا۔ پولیس والوں کو پیٹا اخباروں کے رپورٹروں کے کیمرے توڑ دیئے۔ ان کے پاس جو جھنڈے تھے۔ ان پر لکھا تھا۔ "ہم کام چاہتے ہیں"۔

جرمن گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت امریکہ کو سرکاری طور پر اطلاع دیدی گئی ہے کہ جرمنی ۳۳ ملین مارک قرضہ کی ادائیگی کو ملتوی کرنے پر مجبور ہے۔

کانگرس کمیٹی کے صدر بابو راجندر پرشاد کی گرفتاری پر مسٹر ایس۔ این۔ تامبے ان کے جانشین مقرر ہوئے ہیں

زمیندار اخبار کے سابق ملازمین نے مالکان پر دعویٰ دائر کر رکھا ہے کہ یا تو ان سے ہماری تنخواہیں دلائی جائیں یا انہیں دیوالیہ قرار دیا جائے۔ چونکہ اختر علی ۷ جنوری کو تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہوا۔ اس لئے اسے حکم دیا گیا ہے کہ دو ہزار کی ضمانت پیش کرے اور اپنے قرضخواہوں کی فہرست دے۔

بریلی کی ایک خبر مظہر ہے کہ حال میں بلدیہ کے عملہ حفظان صحت نے ایک ہندو حلوائی کی دوکان کی تلاشی لے کر گائے کی چربی کے رات ٹین برآمد کئے۔ جو مٹھائی بنانے میں استعمال کی جاتی تھی۔

تحریک کشمیر کے لیڈر شیخ محمد عبد اللہ چونکہ ان دنوں باہر ہیں۔ اس لئے ان کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر بعض غرض پرست مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چنانچہ ۹ جنوری کو دو فریق میں فساد بھی ہوگیا۔ شیخ صاحب نے اخبارات کے نام ایک بیان دیا ہے جس میں اپنی قوم سے استدعا کی ہے کہ ایسے فتنہ پردازوں کے ہتھکنڈوں سے بچیں اور اتفاق کو قائم رکھیں۔

پنجاب کے نئے گورنر مسٹر ایمرسن کو ملک معظم نے سی ایس۔ آئی کا خطاب دیا ہے۔

لندن سے ۹ جنوری کی خبر مظہر ہے کہ میکس برٹش پٹرولیم کمپنی کے تالاب میں جس میں ۴۸ ہزار ٹن پٹرول تھا۔ آگ لگ گئی۔ اور شعلے ایک سو پچاس فٹ تک بلند ہوئے۔ لیکن دوسرے تالابوں تک پہنچنے سے قبل آگ پر قابو پالیا گیا۔

مہاراجہ الور کی درخواست پر انگریزی افواج ریاست میں داخل ہوچکی ہیں جو چار صد گورکھوں چھ صد گورہ سپاہیوں اور چار سو سواروں پر مشتمل ہے۔ چار مسلح فوجی کاریں بھی بھیجی گئی ہیں۔ فساد زدہ رقبہ کی نگرانی کے لئے ہوائی جہاز پرواز کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر عالم۔ افریقن انڈین کانگرس کی صدارت کے لئے نیروبی جانا چاہتے تھے۔ مگر انہیں ہائی کمشنر کی طرف سے داخلہ کی ممانعت کردی گئی ہے۔

ڈبلن سے ۸ جنوری کی خبر ہے۔ کہ مسٹر ڈی ولیرا کی پارٹی نے اتفاق رائے سے برٹش مال کے بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کردیا ہے۔ اس نے ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ ہم انگلستان کے ساتھ دوستی چاہتے ہیں۔ مگر مساوات کے اصول پر۔

آل جاپان ووٖمن ایسوسی ایشن نے اپنے سالانہ اجلاس میں ایک قرار داد منظور کی ہے۔ کہ عالمگیر کساد بازاری کی وجہ سے ضروری ہے۔ کہ کوئی شخص اپنی سالانہ آمدنی کے تیس فیصدی سے زیادہ اپنی شادی پر خرچ نہ کرے۔

برلن سے ۹ جنوری کی اطلاع ہے کہ جرمن گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ بیکاروں کی امداد کے لئے امدادی کام جاری رکھنے کی غرض سے میونسپل کمیٹیوں اور ذمہ وار پبلک انجمنوں کو ۵۰ کروڑ مارکس قرض دے۔

الہ آباد کی مصالحت کانفرنس کے مہتمم اعلیٰ شیخ عبد المجید سندھی نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگرچہ اتحاد قائم کرنے کے لئے مسلمانوں نے بہت قربانیاں کیں۔ لیکن ہندوؤں کے تعصب نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا۔ اتحاد کانفرنس کا جہاز [illegible] ٹکڑے ہوچکا اب اس کے اجزا کو اکٹھا کرنا ایک معجزہ ہے [illegible] اس لئے میں کلکتہ میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شامل ہونا فضول سمجھتا ہوں۔

الور سے ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ برطانوی افواج سپیشل ٹرین کے ذریعہ ریاست میں داخل ہوچکی ہیں۔ اور فساد زدہ علاقوں کی طرف روانہ ہوگئی ہیں۔ ریاستی لشکر کی کمان بھی برطانی افسروں کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی